ضبطِ تولید کے بارے میں اسلامی نظریات

مکرّر اشاعت :
محکمہ بہبودِ آبادی، حکومت بلوچستان
کوئٹہ

ضبطِ تولید کے بارے میں اسلامی نظریات

از :-

اختر حمید خاں

: ترجمہ

مسعود احمد چیمہ

بنگلہ دیش دیہی ترقی اکادمی
کوٹ باڑی ، کومیلا

دیہی ترقی اکادمی۔ کومیلا۔ حکومتِ بنگلہ دیش
کا شائع کردہ مواد کی مکرّر اشاعت

مشمولات

	صفحہ نمبر
۱۔ دیباچہ	۶
۲۔ عزل کے بارے میں امام غزالیؒ کی رائے	۸
۳۔ میرا جواب یہ ہے	۱۱
۴۔ عزل کے بارے میں ابن قیمؒ کی رائے	۱۴
۵۔ ضبطِ حمل کے بارے میں اسلامی نظریات	۲۰

ضبطِ تولید کے بارے میں اسلامی نظریات

(الغزالی اور ابنِ قیّم سے ترجمہ)

یہ مضمون ضبطِ حمل اور ضبطِ تولید کے بارے میں اسلامی نظریات پر دو مضامین کے سلسلے کا پہلا مضمون ہے۔ پہلے مضمون میں دو مشہور علماء یعنی الغزالی (۱۰۵۸ - ۱۱۱۱) اور ابنِ قیّم الجوزیہ (۱۲۹۲ - ۱۳۵۰) سے کئے گئے تراجم شامل ہیں۔ دوسرے مضمون میں آج کل کی معاشرتی اور اقتصادی صورتِ حال کی روشنی میں پرانے رسم و رواج پر عمومی بحث کی گئی ہے۔ الغزالی نے اس موضوع پر قانونِ شریعت کے ماہر اور محدث کی حیثیت سے بحث کی ہے۔ سب سے پہلے اُنھوں نے مختلف نزاعی نظریات کا حوالہ دیا ہے اور ان سب نزاعی معاملات پر اپنی ماہرانہ قانونی رائے دی ہے۔ پھر اُنھوں نے اسقاط کے پس پردہ وجوہات کا تجزیہ کیا ہے۔ آخر میں اس موضوع پر مروجّہ حدیثوں کا حوالہ دیا ہے۔ ابن قیّم نے متعلقہ حدیثوں پر زیادہ بھروسہ کیا ہے اور وہ بھی اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسقاط غیر اسلامی نہیں ہے۔

دیباچہ

مختلف زُمروں سے تعلق رکھنے والے افسران جو اِس اکادمی میں تربیت کے لئے آتے ہیں۔ وہ ضبطِ تولید کے بارے میں مُسلم علماء کے نظریات جاننے کے لئے خصُوصی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے میں نے عربی لٹریچر کا حوالہ دیا تھا۔ میرے ساتھیوں نے درخواست کی کہ میں اِن کا ترجمہ کر دُوں۔ مَیں نے اس مشکل کام کو فوری طور پر شروع کر دیا اور پہلے مضمون کی نسبت دوسرے مضمون کا ترجمہ جلد مکمل کر لیا۔

الغزالی اور ابن قیّم الجوزیہ دونوں مشہور عالم اور فقیہہ تھے۔ الغزالی اسلام کے بنیادی مفکّر اور مشہور عالم تھے۔ وہ ۱۰۵۸ میں شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ ۱۰۹۱ میں اُنھیں مدرسۂ نظامیہ بغداد میں معلم مقرر کیا گیا۔ اپنے زمانۂ معلمی میں وہ قوانین شریعت کے بارے میں کتابیں لکھتے رہے۔ الٰہیات اور تعلیم کے میدان میں عزّت کا مقام حاصل کرنے کے لئے اُنھوں نے بہت محنت کی۔ اُنھوں نے مختلف مضامین اور خاص طور پر فلسفہ کا گہرا مطالعہ کیا۔ آخر میں ان کا میلان تصوف کی طرف ہو گیا۔ ۱۰۹۵ میں وہ اپنی شاندار حیثیت اور دنیاوی خواہشات کو ترک کر کے بغداد سے نکل کھڑے ہوئے اور درویش بن گئے۔ اُنھوں نے درویشی کی زندگی میں ذہن اور رُوح کے سکون کی تلاش جاری رکھی۔ آخر کار وہ اس مرتبے کو پانے میں کامیاب ہو گئے جس پر ذہن اور رُوح کو مکمل سکون مِل جاتا ہے۔

اُمت مسلمہ کی نگاہ میں وہ صرف اپنی صدی کے مجدد ہی نہ تھے بلکہ انھیں محی الدین بھی مانا جاتا ہے۔ اُن کی مشہور کتاب "احیاءالعلوم الدین" (علوم دین کی بحالی) تمام نظامات کا مختصر خلاصہ ہے اور یہ ایک لاثانی اور بے مثال کتاب ہے (مختصر تقویم اسلام لیڈن ۱۹۵۳ صفحہ ۱۱۱)

ابن قیّم الجوزیہ کا تعلق فِقہ حنبلی سے تھا اور وہ مشہور عالم ابن تیمیہّ کے شاگرد تھے۔

وہ ۱۲۹۲ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور اُنھوں نے ۱۳۵۰ میں وفات پائی۔ وہ اپنے استاد کے مکمل بااعتماد شاگرد تھے اور انہوں نے اپنے استاد کی علمی حکمت عملی کی پیروی کی۔ انہیں ابن تیمیّہ کی حیات میں ہی اذیتیں دی گئیں اور پریشان کیا گیا۔ انھوں نے عرس پر جانے کے سلسلے میں تنقید کی لہٰذا انہیں قید میں بھی ڈالا گیا۔ اپنے استاد کی طرح انھوں نے کئی فلسفیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ مباحثوں میں حصہ لیا۔ ان کی کتاب "جدالمد" دنیائے عرب میں بہت ہر دلعزیز ہے (مختصر عالمی تقویم اسلام لیڈن ۱۹۵۳ صفحہ ۱۱۱)

لفظ عزل ہمارے مصنفین کے مطابق وہ عمل ہے جس کے ذریعے نر کی منی کے بار آور جرثومہ کو مؤنث کے بیضہ کے ساتھ ملنے سے روک دیا جاتا ہے جب کہ جنسی جماع کے دوران قضیب سے منی خارج ہوتی ہے۔ حمل کو روکنے کا یہ ایک عمومی عمل ہے۔ مَیں نے اپنے ترجمہ میں عربی لفظ "عزل" کو ہی استعمال کیا ہے۔

عزل کے بارے میں امام غزالی کی رائے

عزل کے مباح یا مکروہ ہونے کے بارے میں علماء کے چار مختلف نظریات ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ایک گروہ اسے تمام صورتوں میں قابلِ اجازت (حلال) سمجھتا ہے۔

۲۔ دوسرے گروہ کے خیال میں یہ کسی صورت میں قابلِ اجازت (حلال) نہیں ہے۔

۳۔ ایک اور گروہ کی رائے یہ ہے کہ اگر بیوی اس کی اجازت دے تو قابلِ اجازت ہے ورنہ نہیں۔ جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں اُن کے خیال میں اجازت اس لئے نہیں دی جاسکتی کہ اس سے بیوی کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔

۴۔ ایک گروہ یہ محسوس کرتا ہے کہ صرف لونڈی کی صورت میں اِس کی اجازت ہے لیکن اپنی آزاد بیوی کے ساتھ جماع کرنے میں اِس کی اجازت نہیں ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ عزل کو مباح سمجھا جاسکتا ہے۔ مکروہ تین اقسام کا ہو سکتا ہے :

۱۔ حرام ہونے کی وجہ سے قابل اجازت نہیں۔

۲۔ پاکیزگی کی خاطر قابل اجازت نہیں۔

۳۔ بہتر طریقہ اختیار کرنے کے قابل نہ ہونے کی بنا پر

عزل کو تیسری وجہ کی بناء پر مکروہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ عزل پر عمل کر کے بہتر طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر کوئی شخص مسجد میں بے کار مایوسی کی حالت میں بیٹھا رہے اور نماز ادا نہ کرے یا اللہ کو یاد نہ کرے۔ یا ایسے لوگوں کی طرح جو مکّہ میں رہتے ہوں لیکن ہر سال حج نہ کریں۔ ایسی چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ وہ صحیح طریقہ اختیار نہیں کرتے۔

رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بیان کر کے ہم یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں کہ بچے پیدا کرنا بہترین عمل ہے۔ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ اُس

وقت اُس کے بہشتی اعمال نامہ میں ایک نیکی (اچھا کام) لکھی جاتی ہے ۔ یہ اُس بچے کو پیدا کرنے کا انعام ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہوتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس جماع کے نتیجے میں لڑکا پیدا ہوا تو باپ کو ذریعہ بننے کا اعزاز حاصل ہو جاتا ہے ۔ اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اُسے پیدا کرتا ہے ، زندہ رکھتا ہے اور مضبوط بناتا ہے تاکہ وہ جہاد میں حصہ لے سکے ۔ والد کو ایک مجاہد یا جہاد میں حصہ لینے کے قابل تندرست شخص کی پیدائش میں ذریعہ تصور کیا جاتا ہے ۔ پہلی وجہ یہ کہ اُس نے جماع کیا اور دُوسری وجہ یہ کہ اُس نے اپنی منی کے بار آور جرثومہ کو کامیابی سے اپنی بیوی کے بیضہ کے ساتھ ملایا ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ قانونی نقطۂ نظر سے یا پاکیزگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اِس میں کوئی بات قابلِ اعتراض نہیں ہے ۔ اسے قابلِ اعتراض ٹھہرانے کی بنیاد قرآن مجید کی کوئی آیت یا قرآن مجید کی کسی آیت کی تعبیر ہی ہو سکتی ہے ۔ اِس کے برعکس شادی کے بعد جماع سے مکمّل پرہیز یا جماع کے وقت اپنے مادہ منویہ کو اپنی بیوی کی فرج سے باہر گرا دینے کی مثالیں محض قیاس آرائیاں ہیں ۔ تینوں معاملات میں بہترین مشورہ لینے میں نقائص موجود ہیں ۔ لیکن کسی کام کو بھی قابلِ اعتراض نہیں ٹھہرایا گیا ۔ تینوں حالتوں میں کوئی متناقض نہیں ہے ۔ نَر کے مادہ منویہ کے مونث کے بیضہ کے ساتھ ملاپ کی صورت میں بچہ پیدا ہوتا ہے جو کہ حسب ذیل چار وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے :

۱ ۔ شادی

۲ ۔ جماع

۳ ۔ منی کا اخراج

۴ ۔ جرثومہ کا عورت کے بیضہ کے ساتھ ملاپ

چاروں وجوہات آپس میں مربوط ہیں ۔ چوتھے ذریعے سے علیحدگی تیسرے سے علیحدگی ہوگی اور تیسرے ذریعے سے علیحدگی دوسرے سے علیحدگی ہوگی جب کہ دوسرے سے علیحدگی پہلے سے علیحدگی ہوگی ۔ عزل اسقاط یا بچے کے قتل کی طرح نہیں ہے جو کہ زندہ مخلوق کے خلاف کیا جاتا ہے ۔ جنین کی

اسی وجہ سے کفارِ عرب اپنی نومولود لڑکیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ اس شرمساری سے بچ سکیں ۔ یہ نیت محض فسق و فجور ہے اگر کوئی شخص شادی نہ کرے یا اس وجہ کی بناء پر اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہ کرے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا ۔ اس گناہ کی وجہ اُس کی بُری نیت ہوگی ۔ گناہ صرف کنوارا رہنے یا جماع سے گریز کرنے کی وجہ سے نہیں ہوگا ۔ یہی صورتِ حال جماع کے ساتھ ہے ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نافذ کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق بیٹی کی کسی کے ساتھ شادی میں شرمساری محسوس کرنا انتہائی بُری بات ہے ۔ یہ اِتنا ہی بُرا ہے جتنا کہ کسی ایسی عورت کا معاملہ جو محض اس وجہ سے شادی نہ کرنا چاہے کہ اُسے مرد کا مطیع ہو کر رہنا پڑے گا اور یہ کہ وہ خود مَرد کی طرح رہنا چاہتی ہے ۔ لیکن اگر کوئی کسی بُری وجہ کے پس منظر کے بغیر شادی نہ کرے تو اسے مکروہ نہیں کہا جا سکتا ۔

پانچویں وجہ : کچھ عورتیں غرور کی وجہ سے حاملہ ہونا نہیں چاہتیں ۔ یا بالکل صاف سُتھری رہنا چاہتی ہیں اور بچّے کی پیدائش اور چھاتی سے دُودھ پلانے کی تکالیف برداشت نہیں کرنا چاہتیں ۔

خارجی فرقے کی کچھ عورتوں کا ایسا ہی روّیہ تھا ۔ وہ بہت سا پانی ضائع کیا کرتی تھیں اور اپنی صفائی میں مصروف رہنے کی وجہ سے اپنی نمازوں کو بھی قضا کر دیتی تھیں ۔ وہ پاخانہ میں برہنہ جسم جاتی تھیں تاکہ اُن کے کپڑے خراب نہ ہوں ۔ ایسی تمام باتیں محض افراط و تفریط (بدعت) ہیں ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسی باتوں کے خلاف تھے ۔ ایسا عمل کسی اچھے محرّک کا نتیجہ نہیں ہے ۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضؓ بصرے تشریف لے گئیں تو خارجی فرقے کی ایک عورت نے اُن سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن اُنھوں نے ملاقات سے انکار کر دیا ۔

لہٰذا ضبطِ حمل برائی نہیں ہے ۔ لیکن نیت بری ہو سکتی ہے ۔ نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار زور دے کر فرمایا کہ جو لوگ اہل و عیال کے بوجھ کے ڈر سے شادی نہ کریں وہ میرے گروہ میں سے نہیں ہیں ۔ میرا جواب یہ ہوگا کہ عزل اور شادی نہ کرنا ایک ہی چیز ہیں ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ ایسے لوگ میرے گروہ سے تعلق نہیں رکھتے مطلب یہ تھا کہ ایسے لوگ سُنت کے بہتر پیروکار نہیں ہیں ۔ بہترین راستہ سُنت کا راستہ ہے ۔

اَب اگر آپ یہ کہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عزل بھی بچے کا چھوٹا قتل ہے اور انھوں نے اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دیا ہے کہ جب مقتول شیر خوار بیٹی پوچھے گی.... ..... یہ صحیح حدیث میں شامل ہے - ہمارا جواب یہ ہوگا کہ عزل قابلِ اجازت (حلال) ہے - اس بیان کو ثابت کرنے کے لئے صحیح احادیث میں قابلِ اعتماد معلومات موجود ہیں - اس کے باوجود یہ رائے کہ عزل چھوٹا قتل ہے چھوٹے سے عدم یقین کا نتیجہ ہے - یہ غیر ضروری ہوسکتا ہے لیکن حرام نہیں ہے -

اگر آپ ابنِ عباس کا حوالہ دیں کہ عزل چھوٹے نابالغ بچے کا قتل ہے کیونکہ اس طرح جس بچے کو پیدا ہونے سے روک دیا جاتا ہے اُسے اپنی زندگی سے محروم کردیا جاتا ہے - ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل کہ ضبطِ تولید کسی زندگی کا قتل ہے ایک کمزور دلیل ہے - جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سُنی تو اُنھوں نے اسے دُرست تسلیم کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ بچے کی پیدائش کے سات مرحلے طے ہونے سے قبل شیر خوار بچے کے قتل کا کوئی سوال نہیں ہوتا - اُنھوں نے قُرآن مجید کی متعلقہ آیات بھی تلاوت کیں جن میں تخلیق کے مرحلے بیان کئے گئے ہیں -

"ہم نے تخلیق کیا انسان کو چُنی ہوئی مٹی سے - پھر رکھا اس کو بوند کر کے جمے ہوئے ٹھکانہ میں پھر بنایا اس بوند سے جما ہُوا لہُو - پھر جمے ہوئے لہُو کو تبدیل کیا گوشت کی بوٹی میں - پھر اس گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں دیں - پھر ہڈیوں پر گوشت پہنایا - پھر اُس کو اُٹھا کھڑا کیا نئی صُورت میں"

اگر ہمارے بیان کردہ محولہ بالا دلائل کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو سائنسی علوم کی روشنی ان کے معانی کا تجزیہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے بیان کا فرق واضح ہو جائے گا - دو صحیح احادیث میں سے ایک حضرت جابر سے روایت کی گئی ہے جس پر سب متفق ہیں - وہ فرماتے ہیں - "ہم عزل کا عمل کرتے تھے اور جب رُسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو اُنھوں نے کوئی اعتراض نہ کیا -

حضرت جابر سے ایک اور حدیث بھی روایت کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے -

"ایک دفعہ ایک آدمی رُسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ! میرے پاس ایک لونڈی ہے - جو میرے گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے - میرے کھجور کے درختوں کو پانی دیتی ہے - میں اُس سے صُحبت

کرتا ہوں ۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ میرے بچّوں کی ماں بنے " تب رسُول پاک صلی نے فرمایا ۔ " اگر تُم عزل پر عمل کرنا چاہتے ہو تو تم ایسا کر سکتے ہو ۔ لیکن جو کچھ اُس کی قسمت میں ہے وہ ہو کر رہے گا "۔ وہ آدمی واپس چلا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر آیا اور بتایا ۔ " لڑکی حاملہ ہے " اللہ کے نبی نے فرمایا ۔ " میں نے تمھیں بتایا کہ جو کچھ اُس کی زندگی میں ہونا ہے ہو کر رہے گا ۔

عزل کے بارے میں ابنِ قیم کی رائے

(از : " جدّ المدّ " قاہرہ ایڈیشن ۱۳۲۴ ہجری شائع کردہ مکتبہ نعیمیہ دوسرا ایڈیشن) (صفحہ ۲۲۱ - ۲۲۳)

ابو سعید نے صحیحین میں بیان کیا ہے :

ہمیں کچھ لونڈیاں دی گئیں ۔ ہم اُن کے ساتھ عزل پر عمل کرتے رہے ۔ جب ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا ، کیا تُم عزل پر عمل کرتے ہو اور پھر فرمایا ۔ جن کو قیامت کے دِن تک پیدا ہونا ہے وہ ہو کر رہیں گے ۔

ابو سعید نے " صحیحین " میں بیان کیا ہے ۔ " ایک شخص نے کہا ۔ " اے اللہ کے نبیؐ میرے پاس ایک لونڈی ہے ۔ میں اُس کے ساتھ عزل پر عمل کرتا ہوں ۔ میں نہیں چاہتا کہ اُس کے بچے ہوں ۔ لیکن میں وہ کرنا چاہتا ہوں جو ہر آدمی کرنا چاہتا ہے اور یہودی کہتے ہیں کہ عزل نومولود بچے کا قتل ہے ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی صحیح نہیں کہتے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بچے کو پیدا کرنا چاہے تو تُم اُسے نہیں روک سکتے ۔

صحیحین میں حضرت جابر کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے ۔

ہم نے عزل پر عمل کیا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور قرآن مجید اِن پر نازل ہو رہا تھا ۔

حضرت جابر کی ایک اور وضاحت " صحیح مسلم " میں پائی جاتی ہے ۔ " ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عزل پر عمل کیا اور جب اُن کو اِس بارے میں بتایا گیا تو اُنھوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر کا ایک اور بیان شامل ہے جو کہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا " میرے پاس ایک لونڈی ہے ۔ میں اُس کے ساتھ عزل پر عمل کرتا ہوں ۔ رسُول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ۔ " اللہ تعالیٰ جو چاہتا

ہے وہی ہوگا ۔ تُم اسے روک نہیں سکتے ۔ بعد میں وہ شخص واپس آیا اور کہا ۔ " یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہُوا ہے ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ " میں اللہ کا بندہ اور اُس کا نبی ہوں "۔

عثمان بن زاہد نے صحیح مُسلم سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ۔ " میں اپنی بیوی کے ساتھ عزل پر عمل کرتا ہوں ۔ حضورؐ نے پوچھا " تُم ایسا کیوں کرتے ہو "۔ اُس آدمی نے جواب دیا ۔ " جب اُسے اپنے بچے کو دودھ پلانا پڑتا ہے تو مجھے اُس پر ترس آتا ہے " یا پھر اُس نے کہا ہوگا اُس کے بچے پر ترس آتا ہے "۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ " اگر دُودھ پلانے والی ماؤں کے لئے یہ نقصان دہ ہوتا تو اس سے یقیناً ایرانیوں اور رومنوں کو بھی نقصان ہوتا ۔

ہم احمد کی سند اور ابن ماجہ میں یہ پاتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد بیویوں کی اجازت کے بغیر اُن کے ساتھ عزل نہ کیا جائے ۔

ابو داؤد نے کہا ہے کہ ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد بیویوں کے ساتھ اُن کی اجازت کے بغیر عزل کرنا نامناسب ہے ۔

لہٰذا یہ تمام احادیث واضح کرتی ہیں کہ عزل قابل اجازت ہے اور یہ اجازت دس صحابہ کرام کی روایت سے ثابت ہے جن کے نام یہ ہیں : حضرت علی ، حضرت سعد بن وقاص ، حضرت ابو ایوب ، حضرت زید بن ثابت حضرت جابر ، حضرت ابن عباس ، حضرت حسن بن علی ، حضرت خُبا بن العرس ، ابوسعید الحذری اور حضرت ابن مسعود ۔ ابن عجم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ عزل مباح ہے حضرت جابر، حضرت ابن عباس ، حضرت سعد بن وقاص ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابن مسعود نے اسے صحیح بیان کیا ہے ۔

لیکن ایک گروہ ایسا ہے جس نے عزل پر اعتراض کیا ہے ۔ اُن میں سے ابو محمد بن عجم ہیں ۔ اسکے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہیں ایک نے زور دیکر کہا کہ بیوی کی اجازت سے عزل مباح ہے اور اسکے آقا کی اجازت کے بغیر حرام ہے لیکن اگر کسی شخص کی بیوی لونڈی ہے تو اس کے آقا کی مرضی سے مباح ہے اور اسکے آقا کی اجازت کے بغیر حرام ہے اور احمد بن حنبل کی بھی یہی رائے ہے ۔

لیکن اُن کے کچھ پیرو کہتے ہیں کہ عزل کسی صورت میں بھی مباح نہیں ہے اور اُن میں سے کچھ کہتے ہیں کہ

یہ تمام صورتوں میں حرام ہے ۔ جب کہ کچھ یہ کہتے ہیں کہ بیوی آزاد ہو یا غلام عزل اُس کی اجازت سے حلال ہے ورنہ حرام ہے ۔ عزل کے حمایتیوں نے اپنی دلیل کی بنیاد اُن احادیث پر رکھی ہے جن کا ہم نے اس متن میں حوالہ دیا ہے اور اُن کی دلیل یہ ہے کہ جماع سے لُطف اندوز ہونا عورت کا پیدائشی حق ہے نہ کہ بار آور جرثومہ حاصل کرنا ۔ مسلم نے اپنی صحیح عکاشہ میں حضرت جازمہ بنت وہاب کے بیان کا حوالہ دیا ہے ۔ جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ایک بیان کا ذکر کیا ہے ۔ مسلم نے اپنی دلیل کی بنیاد اسی بیان پر رکھی ہے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا جب کچھ لوگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھنے آئے تو اُس وقت میں بھی موجود تھی ۔ حضور پاکؐ نے فرمایا ۔ یہ پوشیدہ بچّے کا قتل ہے اور ایسے عمل کے خلاف اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے ۔ قیامت کے دِن معصوم لڑکی اٹھے گی اور پوچھے گی کہ اسے اسطرح کیوں قتل کیا گیا ہے ۔ اور وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی حدیث نے عزل کے مباح ہونے کے بارے میں تمام دلائل کی نفی کر دی ہے ۔ کیونکہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ہدایت ہے ۔ جب کہ اسے مباح آپ کی اجازت سے قرار دیا گیا ہے اور اُن کی اجازت سے شریعت میں کئی قواعد و ضوابط وضع کئے گئے ہیں ۔

اور اُنھوں نے کہا جیسا کہ حضرت جابر نے کہا ۔ "ہم نے اُس وقت عزل پر عمل کیا جس وقت قرآن اُتارا جا رہا تھا ۔ اگر اسے منع کرنا ہوتا تو اسے قرآن مجید منع کر دیتا ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عزل کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس بیان کے بعد منع کیا کہ عزل چھوٹے بچے کا قتل ہے اور چھوٹے بچوں کے ہر قسم کے قتل سے منع کیا گیا ہے

اُنھوں نے مزید دلیل پیش کی ہے کہ الحسن ابوسعید خُدری کی بصرہ میں بیان کردہ حدیث میں بھی عزل کو منع کیا گیا ہے ۔ حدیث یہ ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کے بارے میں سُنا تو آپؐ نے پوچھا ۔ "تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو ۔ ایسی تمام چیزوں کے بارے میں ہدایت دی گئی ہے ۔ ابن عون نے کہا کہ یہ سُن کر حضرت حسن نے رائے دی ۔ کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسے منع کیا گیا ہے ۔

مخالفین مزید دلیل پیش کرتے ہیں کہ عزل تخلیق میں وقفہ لاتا ہے جب کہ شادی کا مقصد تخلیق کے عمل کو جاری رکھنا ہے ۔ لہٰذا عزل ایک غیر معاشرتی فعل ہے اور لطف و مسرت کے راستے میں ایک غیر قدرتی رکاوٹ ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے حضرت ابنِ عمرؓ نے عزل پر عمل نہیں کیا ۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے ۔

اگر مجھے علم ہو جائے کہ میرا کوئی بیٹا عزل پر عمل کر رہا ہے تو اُسے سزا دُوں گا ۔" حضرت علی نے بھی عزل کو پسند نہیں کیا ۔ یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ ابن مسعود نے بیان کیا کہ عزل بچے کے قتل کی چھوٹی صورت ہے ۔ جب ابو امام سے اِس بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا ۔" میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جو اس پر عمل کرتا ہو ۔ نافعہ ابن عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عزل پر عمل کرنے کی وجہ سے اپنے کچھ بیٹوں کو سزا دی ۔ یحیٰی بن سعید الانصاری اور سعید بن مسعود نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان دونوں نے عزل سے منع کیا ہے ۔ لیکن یہ تمام بیان اس واضح حدیث عزل "مباح" ہے کے خلاف مضبوط دلیل نہیں ہے ۔

جازمہ بنت وہاب کی حدیث کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ یہ "مُسلم" میں شامل ہے لیکن مکمل طور پر قابلِ یقین نہیں ہے ۔ کیونکہ بہت سی احادیث اس کی مخالفت کرتی ہیں ۔ مثلاً ابوداؤد موسیٰ بن اسماعیل جبان ، یحیٰی ، محمد اور عبدالرحمٰن ابن شعبان ، رفاعہ ، ابوسعید الخُدری کی بیان کردہ احادیث ۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ۔" اے اللہ کے نبی میرے پاس ایک لونڈی ہے میں اُس کے ساتھ عزل کرتا ہوں ۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ بچے پیدا کرے ۔ لیکن میں وہی چاہتا ہوں جو کہ ایک مرد چاہتا ہے ۔ جبکہ یہودی کہتے ہیں کہ عزل بچے کے قتل کی چھوٹی صورت ہے ۔ اس کے جواب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔" یہودیوں نے غلط سمجھا ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بچے کو تخلیق کرنا چاہے تو تم اسے روک نہیں سکتے ۔" اِن احادیث کو مرتب کرنے والے قابلِ اعتماد لوگ تھے اور اُن کی یادداشت بھی تیز تھی ۔ اُن کا اثر و رسوخ اِن احادیث کے صحیح ہونے کا عظیم ثبوت ہے ۔ بے شک کچھ عالموں نے اِن احادیث کو ناقص اور غیر یقینی قرار دیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یحیٰی بن قادر اور ابو رفاعہ کے ناموں کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جو کہ اِن احادیث کو مرتب کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہیں ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عزل کے مباح ہونے کے بارے میں حضرت جابر کی بیان کردہ حدیث واضح اور اچھی طرح ثابت ہے ۔ الشافعی نے خاص طور پر کہا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کرام نے عزل کی حمایت کی ہے اور یہ کہ اُنھوں نے اسے نقصان دہ نہیں سمجھا ۔

کہتے ہیں کہ اس قسم کی اجازت یا تائید کا بیان حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت

زید بن سبط ، حضرت ابن عباس اور دوسروں نے کیا ہے اور امام مالک ، امام الشافعی اور کئی دوسرے صوفیوں اور علماء کی رائے بھی یہی ہے ۔

جزامہ کی حدیث کے مکمّل طور پر خالص اور جائز ہونے کے بارے میں اعتراضات کئے گئے ہیں اور کچھ علماء نے جزامہ کی بیان کردہ حدیث کو "ضعیف" قرار دیا ہے ۔ اُن کی رائے ہے کہ کیا ممکن ہے کہ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۔یہودیوں کی دلیل کو باطل قرار دینے کے بعد پھر اُسی دلیل کی حمایت کریں ۔ یہ واضح طور پر ناممکن ہے ۔ دوسرے کہتے ہیں کہ زیرِ حوالہ حدیث میں یہ دلیل کہ یہودیوں کے اعتراض کو رَد کیا گیا غیر یقینی ہے ۔ اس کے برعکس جزامہ کی حدیث پوری طرح ثابت اور قابلِ اعتماد ہے ۔ ایک گروہ کی دلیل یہ ہے کہ دو متضاد حدیثوں کے درمیان رابطہ موجود ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے زور دے کر کہا تھا کہ اگر عزل پر عمل کیا جائے تو حمل نہیں ہو سکتا ۔یہی وجہ ہے کہ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظریہ کے خلاف احتجاج کیا اور یہ احتجاج اُن کی حدیث سے واضح ہے جس میں کہا گیا ہے ۔ "اگر اللہ تعالیٰ کسی بچّے کی تخلیق کرنا چاہے تو تُم اُسے روک نہیں سکتے ۔ اور اُن کی یہ رائے کہ یہ بچّے کی قتل کی چھوٹی سی صُورت ہے اگرچہ عزل حمل کو اس طرح نہیں روکتا جس طرح جماع کو بالکل ترک کر دینے سے ہوتا ہے ۔ تاہم یہ بچّے کی پیدائش کو بڑی حد تک کم کر دیتا ہے ۔

ایک اور گروہ کی رائے یہ ہے کہ دونوں احادیث سچی ہیں ۔ لیکن عزل کے مکروہ ہونے کے بارے میں حدیث مؤخر ترین ہے ۔یہ رائے محمد بن حجم کے پیروؤں کی ہے ۔وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک روایت تھی جو عزل کو مکروہ یا قابلِ اعتراض قرار دیے جانے سے پہلے تھی ۔ لیکن اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے تاریخی دستاویزات ضروری ہیں ۔ اِن دستاویزات میں یہ دکھانا چاہیئے کہ تاریخ ایک حدیث دوسری سے پہلے کی ہے ۔اس میں بیان ہونا چاہیے کہ ان دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے ثبوت کہاں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ حضرت عُمر کی رائے ہے کہ جب انسانی بچّے کی ماں کے رحِم میں تخلیق کے سات مرحلے طے نہ ہو جائیں اِسے بچّے کا قتل قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

قِصّہ گو قاضی ابو علی اور دُوسرے لوگوں نے حدیثیں مرتب کرنے والوں کا حوالہ دیا ہے ۔ جنھوں نے علید بن رفایہ کے والد سے ایک روایت حاصل کی ۔ اُنھوں نے کہا ۔ ایک دِن حضرت علی ، حضرت زبیر اور

حضرت سعد ، حضرت عُمر کے پاس بیٹھے تھے ۔ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اور صحابہ بھی وہاں موجود تھے ۔ اُنھوں نے عزل پر گفتگو کی اور کہا کہ یہ نقصان دہ نہیں ہے ۔ ایک نے کہا کہ کچھ لوگ اسے بچّے کے قتل کی چھوٹی سی صورت سمجھتے ہیں ۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ جب تک بچّے کی پیدائش کا ساتواں مرحلہ طے نہ ہو جائے اسے بچّے کا قتل قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ پہلا مرحلہ گیلی مٹی ، پھر بیج ، پھر خون کے لوتھڑے اور پھر ہڈیاں ، پھر گوشت اور آخر کار نئی زندگی ۔ حضرت عُمر نے فرمایا "تمہارا بیان بالکل سچ ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی زندگی دے ۔"

طبی سائنس کے میدان میں کی گئی ترقی کی وجہ سے شرح اموات میں کمی واقع ہوگئی ہے اور اس طرح ضبطِ تولید کی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہوگیا ہے ۔ اسی طرح زراعت اور صنعت کا جدید تصور بڑے کنبوں کی حمایت نہیں کرتا ۔

آج کی دُنیا میں اسلامی معاشرے کو انسانی معاشرے کے جدید رُجحانات کا ساتھ دینا چاہیئے یہ ترقی اور خوشحالی کی خاطر کرنا پڑے گا ۔ بلکہ اپنے علیحدہ وجود کو قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہوگا ۔ بے شک جدید رُجحانات کا ساتھ دینا اور تیزی سے حرکت کرتی ہوئی دُنیا کے ساتھ چلنا کوئی آسان کام نہیں ہوگا ۔ تاہم یہ بڑا مُشکل کام ضرور ہوگا ۔ جو ادارے ماضی میں بار آور اور فائدہ مند تھے ۔ آج وہ ترقی اور خوش حالی کی راہ میں لاحاصل اور نقصان رو کاوٹ بن چکے ہیں ۔ لیکن قدامت پسندی کے ساتھ رہتے ہوئے اسلامی معاشرہ آج بھی پرانے رسم و رواج پر قائم ہے ۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سلطان محمود غزنوی اور شہنشاہ اکبر کے زمانے میں بہت ساری بیویوں اور بچّوں کا مالک ہونا اعلیٰ حیثیت کا نشان سمجھا جاتا تھا ۔ آج بھی کچھ لوگ اِسی طرح محسوس کرتے ہیں ۔ خوش قسمتی سے پرانے رسم و رواج یکطرفہ اور من مانے نہیں تھے ۔ یہ معاشرے کے فائدے کے لئے بنائے گئے تھے تاکہ انسانی معاشرے میں ایک ہی عقیدے کے زیادہ سے زیادہ لوگ ہوسکیں ۔ لیکن کسی بھی مرحلے پر اسے لازمی قرار نہیں دیا گیا ۔ اگرچہ عمومی فلاح و بہبود پر زور دیا گیا ۔ لیکن ذاتی زندگی کے حق کو ہمیشہ مقدم سمجھا گیا اور تسلیم کیا گیا ۔ پرانے عُلماء ضبطِ حمل کے بارے میں عام گفتگو کرتے تھے اور زیادہ تر کی یہ رائے تھی کہ ایسے عُلماء میں سے ایک اہم عالم ہیں اور الغزالی نے اعلان کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اچھی زندگی گذارنے کے لیے ، اپنی بیوی کو خوبصورت اور صحت مند رکھنے کے لئے اور اپنے آپ کو بڑے کنبے کے گوناگوں مسائل اور تفکرات سے بچانے کے لئے حمل کو روکنے کے طریقے استعمال کرسکتا ہے ۔ خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ایسی مثبت تعلیم کا ہونا بہت بڑی برکت ہے ۔ وہ پرانی مثالوں کے بارے میں بڑے محتاط ہیں اور قدیم لوگوں اور رواجوں کی بڑی عزت کرتے ہیں ۔ لیکن قدیم لوگوں نے کسی قوم کی آبادی کو کنٹرول کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کیا ۔ کئی وجوہات کی بناء پر ہمارے آبا و اجداد کو اِس مسئلے کے بارے میں کوئی فکر نہیں تھی ۔ لیکن ہمارے

جیسے کم خوش قسمت لوگوں کے لئے یہ بڑا سنگین مسئلہ بن چکا ہے ۔

اگر آج کے علماء موجودہ معاشرتی اور اقتصادی صورتِ حال کا محتاط جائزہ لیں اور اگر وہ موجودہ وقت کے تقاضوں کا ساتھ دینا چاہتے ہوں تو وہ مسلمانوں کو مشورہ دیں گے کہ زیادہ شادیاں نہ کریں اور زیادہ بچے پیدا نہ کریں۔ پرانے رسم و رواج کو ترک کرنا پڑے گا اور عوام کے وسیع تر مفاد میں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کو ایک قاعدہ کے طور پر اختیار کرنا پڑے گا۔ آج کے علماء کو اِن طریقوں کو اختیار کرنے کے خلاف متعینہ مذہبی ہدایت نہیں ملے گی۔ جس طرح الغزالی اور ابن قیم نے اس کا تجزیہ کیا ہے اس سے واضح ہے کہ ضبطِ تولید قابل اعتراض نہیں ہے ۔

اس کے برعکس اس کو بہت سی احادیث رسُول کی تائید حاصل ہے اور زیادہ تر علماء نے اس کی سفارش کی ہے ۔ اصل رکاوٹ پرانے رسم و رواج اور روایات ہیں اور اس کے علاوہ غیر منطقی قدامت پسند مُلا ہیں جو مذہب کے بارے میں محدود علم رکھتے ہیں اور مکمل طور پر قدیم خیالات تک محدود ہیں۔ اور ایک معاشرے کی حیثیت سے وہ سیاسی اور اقتصادی مسائل سے مکمل طور پر لا علم اور لاتعلق ہیں لیکن معاشرتی بہبود کا تقاضا ہے کہ اس پر دوبارہ غور و فکر کیا جائے اور صدیوں پرانے توہمات سے نجات حاصل کی جائے اور اس کی بنیاد انسانی معاشرے اور اُس کی ضروریات کے موجودہ علم پر ہونی چاہیئے ۔